(12)

ہم نے خداتعالیٰ کے احسانات اور اس کے فضلوں کا بارہا مشاہدہ کیا ہوا ہے

مشکلات کے وقت تمہیں بہرحال خداتعالیٰ ہی کی طرف متوجہ ہوکر اُسی سے مدد مانگنی چاہیے

(فرمودہ 4 جون 1954ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''جب کبھی انسان کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو قطع نظر اِس کے کہ اُس کا کوئی ساتھی ہو یا نہ ہو وہ بلند آواز سے شکایت شروع کر دیتا ہے۔ مثلاً کسی کو پیٹا جائے تو خواہ اس کے پاس اس کا باپ نہ ہو، ماں نہ ہو، بھائی نہ ہو، دوست نہ ہو وہ بازار میں کھڑے ہوکر یہ کہنا شروع کر دے گا کہ ہائے! مجھے مار دیا، ہائے! مجھے مار دیا اور یہ چیز فطرتِ انسانی میں پائی جاتی ہے۔ افریقہ میں بھی، ایشیا میں بھی، یورپ میں بھی، امریکہ اور دوسرے علاقوں میں بھی۔ سب جگہ یہی چیز پائی جاتی ہے۔ اور یہ بات اتنی واضح ہے کہ قرآن کریم میں بھی خداتعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی کو دوسرے کی بُرائی عَلَی الْاِعْلَان بیان نہیں کرنی چاہیے۔ ہاں! مظلوم اگر کسی کے ظلم کو بیان کرے تو معذور ہے۔[1] غرض مظلوم کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ظلم کو بیان کرتا ہے، وہ شور کرتا ہے اور بسااوقات وہ شور بے معنٰی ہوتا ہے۔ انسان بعض دفعہ جنگل میں جا رہا

ہوتا ہے اور روتا جا رہا ہوتا ہے۔ پاس سے گزرنے والا شخص اسے دیکھتا ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ یہاں کوئی اَور آدمی تو موجود نہیں۔ پھر یہ اپنی شکایت کس کو سنا رہا ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اس کے علم میں تو نہیں کہ یہاں کوئی دوسرا موجود ہے لیکن فطرت کے علم میں یہ بات ہے۔ فطرت انسانی سوچتی ہے کہ اگر دریا سے لوگ مچھلیاں نکال سکتے ہیں، سمندروں سے موتی نکال سکتے ہیں تو میں اس جنگل میں اپنا ہمدرد تلاش کروں تو اس میں کیا حرج ہے۔ دریا میں مچھلی کسی کو نظر نہیں آتی۔ ماہی گیر جال ڈالتا ہے اور اس میں مچھلی آ کر پھنس جاتی ہے۔ سمندر میں موتی کسی کو نظر نہیں آتا۔ پھر بھی لوگ اُس کی خاطر سمندروں میں غوطے لگاتے ہیں۔ یہی حال کانوں کا ہے۔ سونا جواہر ہر جگہ نہیں پائے جاتے۔ ہزاروں گز جگہ کھودی جاتی ہے پھر کہیں کوئی ڈلی سونے کی ملتی ہے یا کوئی ہیرا ملتا ہے۔

غرض انسان جب دیکھتا ہے کہ لوگ اپنی اغراض کی خاطر ایسے ایسے کام کرتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میں بھی کیوں نہ شور مچاؤں۔ ممکن ہے کوئی آدمی قریب ہی جا رہا ہو اور اسے میری آواز پہنچ جائے۔ یا اردگرد کوئی قصبہ یا گاؤں ہو جس کا مجھے پتا نہ ہو ممکن ہے کہ وہاں سے بعض لوگ میری مدد کو آ جائیں۔ اور اگر وہ بے دین ہے اور خداتعالیٰ کی ہستی پر اُسے یقین نہیں تو وہ خیال کرتا ہے کہ گو میرے نزدیک تو خدا نہیں لیکن اگر خدا ہوا تو ممکن ہے کہ وہ میری مدد کو آ جائے۔ یا اگر وہ دیندار ہے تو وہ سمجھے گا کہ اگر میری آواز سن کر لوگ نہیں آتے تو شاید خداتعالیٰ میری التجا سن لے۔

غرض امکانات کے مختلف پہلو ہیں۔ پہلا پہلو یہ ہے کہ شاید قریب ہی کوئی اَور شخص بھی ہو جو میری آواز کو سُن لے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ شاید قریب ہی کوئی گاؤں یا قصبہ ہو جس کا مجھے علم نہ ہو۔ شاید وہاں میری آواز پہنچ جائے اور لوگ میری مدد کو آ جائیں۔ تیسرا پہلو یہ ہے کہ میں خدا کو تو نہیں مانتا لیکن اگر خدا ہوا تو وہ میری بات سنے گا۔ چوتھا پہلو یہ ہے کہ خدا موجود ہے اور وہ لوگوں کی پکار کو سنتا ہے۔ شاید وہ میری پکار بھی سن لے۔ غرض انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ شور مچاتا ہے اور بغیر سمجھے اور غوروفکر کیے شور مچاتا ہے۔ اِدھر اُسے تھپڑ پڑا اور اُدھر اُس نے شور مچانا شروع کر دیا۔ تھپڑ اور اُس کے شور کے درمیان کوئی وقفہ

نہیں ہوتا۔ اگر بغیر سمجھے اور بغیر سوچے انسان اتنا شور مچا دیتا ہے تو جس قوم کے سامنے زندہ خدا کو پیش کیا گیا ہو اور اس نے خداتعالیٰ کی قدرت، نصرت اور اس کی تائید کے کرشمے دیکھے ہوں یا اگر انہوں نے خود نہیں دیکھے تو خداتعالیٰ کی قدرت اور نصرت و تائید کے مظاہر دیکھنے والے اور اُن کا تجربہ رکھنے والے لوگ اُن میں موجود ہیں تو اُس قوم کا کوئی فرد اگر مار کھاتا ہے اور پھر چیختا نہیں، تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے اور کراہتا نہیں تو وہ یقیناً بیوقوف ہے۔ جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ اس کے قریب کوئی اَور شخص موجود ہے، جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ اس کے پاس کوئی قصبہ یا گاؤں موجود ہے پھر بھی وہ آواز بلند کرتا ہے کہ شاید ایسا ہو، جس شخص کو خداتعالیٰ کی ہستی پر یقین نہیں لیکن پھر بھی وہ مصیبت کے وقت شور مچاتا ہے کہ شاید خدا ہو اور وہ میری بات سن لے یا اگر اسے خداتعالیٰ کی ہستی پر یقین تو ہے لیکن اُس نے خود اس کی قدرتوں کا تجربہ نہیں کیا تو وہ سمجھتا ہے کہ شاید خدا اس کی بات سن لے۔ ان چار شایدوں کے ساتھ وہ شور مچاتا ہے اور پھر اس کے درمیان کوئی وقفہ نہیں ہوتا۔ وہ سوچتا نہیں، وہ غور نہیں کرتا۔ لیکن ایک اَور انسان ہے جس کے سارے شاید غائب ہیں۔ اس کے سامنے یہ سوال نہیں کہ شاید اُس کے پاس کوئی شخص اَور بھی ہو جو اُس کی آواز سن لے۔ اس کے سامنے یہ سوال نہیں کہ شاید قریب ہی کوئی گاؤں یا قصبہ ہو جس کا اُسے علم نہ ہو، شاید اس کے رہنے والے اس کی آواز سن لیں۔ اس کے سامنے یہ سوال نہیں کہ خدا ہے یا نہیں کیونکہ وہ خداتعالیٰ کی ہستی پر یقین رکھتا ہے۔ پھر اس کے سامنے یہ سوال بھی نہیں کہ خداتعالیٰ موجود تو ہے لیکن اس کی قدرتوں کا مجھے علم نہیں۔ وہ یقین رکھتا ہے کہ خداتعالیٰ موجود ہے اور وہ اپنی قدرتیں ہمیشہ دکھاتا رہا ہے اور اس کی نصرت و تائید کے مظاہر اس نے خود بھی دیکھے ہیں۔ پھر بھی اگر مصیبت کے وقت وہ شور نہیں مچاتا تو اس کی حالت کس قدر افسوسناک ہے۔ ایک شخص جو خداتعالیٰ کو دیکھتا نہیں وہ تو شور مچاتا ہے لیکن دوسرا شخص خداتعالیٰ کو دیکھتا بھی ہے اور پھر بھی شور نہیں مچاتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں کئی چیزوں کو انسان کے سامنے پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا فلاں چیز اور یہ چیز برابر ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے کہ کیا بہرے اور گونگے اور سننے اور بولنے والے برابر ہو سکتے ہیں؟[2] کیا زندہ اور مُردہ برابر ہو سکتے ہیں؟[3] کیا ہدایت یافتہ لوگ اور وہ لوگ

جو ہدایت یافتہ نہیں برابر ہو سکتے ہیں؟4 کیا جنت کے رہنے والے اور جہنم کے رہنے والے برابر ہو سکتے ہیں؟ جب یہ دونوں چیزیں برابر نہیں ہو سکتیں تو تمہارے اعمال اور تمہاری عادات و اطوار میں اور دوسرے لوگوں کے اعمال اور ان کی عادات و اطوار میں کچھ نہ کچھ فرق تو ہونا چاہیے۔ ہماری جماعت نے خداتعالیٰ کے احسان اور اس کے فضل دیکھے ہیں اور جب اس نے خداتعالیٰ کے احسانات اور اُس کے فضلوں کا مشاہدہ کیا ہے تو مشکلات کے وقت اس میں یہ احساس تو ہونا چاہیے کہ اس نے خداتعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا ہے اور اس سے دعائیں کرنی ہیں۔ خداتعالیٰ کی شان وراء الوراء ہے لیکن مصیبت کے وقت جب کوئی شخص فریادی بن کر اس کے پاس جاتا ہے تو اس کے نزدیک اس کی شان ہی اَور ہوتی ہے۔ جب وہ شخص جس کا فریاد رَس کوئی نہیں، شور مچاتا ہے تو جس کا فریاد رَس موجود ہے وہ کیوں شور نہ کرے؟

پس بجائے اِس کے کہ دوست مشکلات کے وقت گھبرائیں یا کسی تشویش میں مبتلا ہوں انہیں اس بات کی عادت ڈالنی چاہیے کہ اِدھر کوئی مصیبت آئی اور اُدھر انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ ہم نے کئی ایسے آدمی دیکھے ہیں جن میں دعا کرنے کا مادہ ہوتا ہے اور ہم نے دیکھا ہے کہ وہ اکثر خداتعالیٰ سے اپنی مطلوبہ چیز لے ہی لیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مفتی فضل الرحمان صاحب کے بچے مر جایا کرتے تھے۔ بعد میں ان کی اولاد چلی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی لڑکی اُن سے بیاہی ہوئی تھی۔ جب بھی اُن کا بچہ بیمار ہوتا وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جاتیں اور دعا کی درخواست کرتیں لیکن کچھ دنوں کے بعد وہ بچہ فوت ہو جاتا۔ جب ایک دو دفعہ ایسا ہوا تو آپ نے اُن سے فرمایا دیکھو! جو چیز ٹوٹ جاتی ہے اُس کی مرمت کی جاتی ہے۔ تمہارے بچے بھی مرمت کے لیے خداتعالیٰ کے پاس جاتے ہیں۔ اس کے بعد جب بچے فوت ہو جاتے تو وہ کہتیں کوئی بات نہیں وہ مرمت کے لیے خداتعالیٰ کے پاس گئے ہیں۔ پھر ایسا ہوا کہ اُن کی اولاد زندہ رہنی شروع ہو ئی بلکہ دوسری بیوی سے بھی اولاد ہوئی اور زندہ رہی اور اب تو شاید مفتی صاحب کی اولاد دو درجن کے قریب ہے۔ اِس رنگ میں اگر یقین پیدا ہو جائے تو کوئی تشویش نہیں ہوتی۔ اس قسم کے یقین کی موجودگی میں اگر کوئی مار کھا بھی لے تو وہ محبت والی مار ہو گی۔

بدر کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اے خدا! اگر یہ مختصر سا گروہ ہلاک ہو گیا تو دنیا میں تیری عبادت کون کرے گا۔5 اس کے یہ معنے نہیں تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خداتعالیٰ پر اعتبار نہیں تھا بلکہ اس رنگ میں دعا کر کے آپ نے خداتعالیٰ کو غیرت دلائی۔ اِسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا ایلِیْ ایلِیْ لِمَا سَبَقْتَنِیْ 6 یعنی اے خدا! چاہیے تو یہ تھا کہ اِس مصیبت کے وقت تو میری مدد کے لیے آتا لیکن تُو تو مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ اب آپ کا یہ مطلب نہیں تھا کہ خداتعالیٰ مصیبت کے وقت انہیں واقع میں چھوڑ گیا تھا۔ بلکہ اِس کا مطلب یہ تھا کہ میرا دل گھبرا رہا ہے آپ جلدی میری مدد کے لیے آئیں۔ اِس رنگ میں اگر دعا کی جاتی ہے تو وہ قبولیتِ دعا پر عدمِ یقین کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ خداتعالیٰ کو غیرت دلانے کے لیے ہوتی ہے۔ قرآن کریم سے بھی پتا لگتا ہے کہ جب اِس رنگ میں دعا کی جاتی ہے تو خداتعالیٰ کو غیرت آ جاتی ہے۔ جب مومن کہتے ہیں مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ 7 اے خدا! تیری مدد اور نصرت کب آئے گی؟ تو خداتعالیٰ کہتا ہے تم مجھے طعنہ دیتے ہو۔ تو سنو! میری مدد آ پہنچی۔8 پس جب بھی مومن خداتعالیٰ کو مدد کے لیے پکارتا ہے اور جب بھی مومنوں کے دلوں کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ اے خدا! تُو نے اچھے وعدے کیے تھے کہ ابھی تک وہ پورے ہی نہیں ہوئے۔ تو اِس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ دعا کرنے والے کو اُن وعدوں پر یقین نہیں بلکہ اِس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہم نے جو امیدیں رکھی تھیں اُس کے مطابق وہ وعدے اب تک پورے نہیں ہوئے۔ اِس پر خداتعالیٰ کو غیرت آ جاتی ہے اور وہ فوراً مدد کو آ جاتا ہے۔

پس مومن کو ہمیشہ دعاؤں میں لگے رہنا چاہیے اور اس کے فضلوں کی امید رکھنی چاہیے۔ جس شخص کو خداتعالیٰ کے فضلوں کی امید ہوتی ہے دنیا میں کوئی قانون نہیں کہ اُسے اس امید سے روکا جا سکے۔ گو آجکل یہ کیفیت ہے کہ اگر ہم کہیں کہ خداتعالیٰ کی نصرت آئے گی تو کہا جاتا ہے کہ اس سے تم دوسروں کو اشتعال دلاتے ہو حالانکہ یہ ایسی چیز ہے جو کسی سے چُھڑوائی نہیں جا سکتی۔ خداتعالیٰ کے متعلق جو بات ہے وہ تو بندے نے کہنی ہی ہے۔ کئی باتیں ایسی ہیں جن کے کہنے سے کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ خداتعالیٰ کی مدد آئے

گی، اس کی تائید اور نصرت مجھے ملے گی تو اُسے اِس بات کے کہنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ بلکہ خداتعالیٰ کے متعلق کوئی بات کہنے سے حکومت بھی ہمیں روکے تو اُس کی اطاعت فرض نہیں۔ خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں والدین کی اطاعت کا حکم دیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ کہا ہے کہ اگر وہ میرے خلاف کوئی بات کہیں تو اُن کی بات مت مانو۔9 انسان کے ساتھ جو والدین کا تعلق ہے وہی تعلق حکومت کا ہے۔ اگر حکومت کہتی ہے کہ تم فلاں جگہ کھڑے ہو جاؤ تو ہم اُس کے حکم کی اطاعت کریں گے اور اُس جگہ کھڑے ہو جائیں گے۔ اگر وہ کہتی ہے فلاں کام کردو تو ہم کریں گے۔ لیکن اگر وہ کہے کہ تم خداتعالیٰ کے متعلق فلاں بات مت کہو تو ہم اُس کی اطاعت نہیں کریں گے۔ یہاں حکومت کے قوانین ختم ہو جاتے ہیں۔ اِس کے بعد وہ بیشک ڈنڈا چلائے لیکن خداتعالیٰ کہتا ہے تم اُس کی اطاعت نہ کرو۔ تم وہی کہو جو میں کہتا ہوں۔ مثلاً اگر تم کہتے ہو کہ خداتعالیٰ قادر ہے تو بیشک حکومت یہ قانون بنا دے کہ تم خداتعالیٰ کو قادر نہ کہو کیونکہ ایسا کہنے سے اُن لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے جو خداتعالیٰ کو قادر تسلیم نہیں کرتے۔ پھر بھی خداتعالیٰ کا حکم یہی ہوگا کہ تم اسے قادر کہتے رہو۔

گزشتہ سال میں نے ایک اعلان میں کہا تھا کہ خداتعالیٰ ہماری مدد اور نصرت کو آ رہا ہے، وہ چلا آ رہا ہے، وہ دوڑتا آ رہا ہے اِس پر حکومت نے مجھے نوٹس دیا کہ تم نے ایسا کیوں کہا؟ اِس سے دوسرے لوگوں کو اشتعال آیا ہے۔ ہاں! نوٹس دینے والے افسر نے اتنی اصلاح کر لی کہ اس نے کہا تم احرار کے متعلق کوئی ذکر نہ کرو۔ اگر وہ مجھے یہ حکم دیتے کہ خداتعالیٰ کے متعلق یہ نہ کہو کہ وہ مدد کو آ رہا ہے یا یہ کہو کہ وہ مدد کو نہیں آتا تو دنیا کی کوئی طاقت مجھے اس بات کو تسلیم کر لینے پر آمادہ نہ کرسکتی۔ اِس لیے کہ وہ اس طرح کا حکم دے کر قرآن کریم پر حکومت کرنا چاہتے اور یہ ایسا حکم تھا جس کا ماننا جائز نہ ہوتا۔ اگر کوئی حکومت یہ کہے کہ تم خداتعالیٰ کو ایک نہ سمجھو تو ہم کہیں گے عقائد کے بارہ میں تمہاری حکومت نہیں چلتی۔ تمہاری حکومت ایسے امور میں چلے گی جو دنیوی ہوں۔ مثلاً کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ تم لوگوں کو خوب مارو تو حکومت اِس پر ایکشن لے سکتی ہے۔ لیکن اس لحاظ سے نہیں کہ وہ ایسا عقیدہ کیوں رکھتا ہے بلکہ اِس وجہ سے کہ وہ اس عقیدہ کو عملی جامہ کیوں پہنا رہا ہے۔ حکومت اعمال پر کنٹرول

کر سکتی ہے عقائد پر نہیں۔ قرآن کریم میں بہت زیادہ زور ماں باپ کی اطاعت پر دیا گیا ہے۔ لیکن جب عقیدہ کے بارے میں ان کی بات بھی نہ ماننے کا حکم ہے تو اَور کسی کی بات کیوں مانی جائے۔

پس جو چیزیں خداتعالیٰ کی طرف سے فرض کی گئی ہیں انہیں پورا کرو۔ جب انسان ایسے امور میں دخل دے جن میں اُسے دخل نہیں دینا چاہیے تو اُس کی اطاعت مت کرو۔ لیکن اگر کوئی حکومت یا فرد اپنے غرور میں آ کر یہ کہے کہ میں ان میں ضرور دخل دوں گا تو پھر جیسے کہا جاتا ہے کہ ''ملّاں کی دوڑ مسیت تک'' تو مومن خداتعالیٰ کے پاس چلا جاتا ہے۔ اور مسجد کسی ملّاں کو بچائے یا نہ بچائے خداتعالیٰ اپنے مومن بندہ کو ضرور بچا لیتا ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو نہایت واضح ہے۔ پس ہر مومن کا فرض ہے کہ وہ یہ یقین رکھے کہ خداتعالیٰ اسے بچائے گا چاہے کوئی اُسے پھانسی پر ہی چڑھا دے۔ وہ پھانسی پر بھی یہ یقین رکھے کہ خداتعالیٰ اُسے بچائے گا۔ جب تک کوئی شخص اِس قسم کا یقین نہیں رکھتا اُس کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا''۔ (الفضل 23 جون 1954ء)

1: لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ (النساء: 149)

2: وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُّ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ (النحل: 77)

3: وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ (فاطر: 23)

4: لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (الحشر: 21)

5: صحیح مسلم کتاب الجهاد والسیر باب الامداد بالملائكة فی غزوة بدر واباحة الغنائم

6: متی باب 27 آیت 46

7: البقرۃ:215

8: اَلَآ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ ﴿۲۱۵﴾ (البقرۃ:215)

9: وَوَصَّیۡنَا الۡاِنۡسَانَ بِوَالِدَیۡہِ حُسۡنًا ؕ وَاِنۡ جَاہَدٰکَ لِتُشۡرِکَ بِیۡ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ فَلَا تُطِعۡہُمَا (العنکبوت:9)